

بہاریوں کا والی وارت کون ہے!

بنگلہ دیش میں واقع میرپور نام کے ایک چھوٹے سے قصبہ کے نزدیک بہاریوں کے ٹوٹے پھوٹے گھر موجود تھے۔ غربت، عُسرت اور پسمندگی کے زندہ نشان۔ ان لوگوں کا اصل قصور تو صرف ایک تھا کہ انہیں اپنے وطن یعنی پاکستان سے محبت تھی۔ بنگلہ دیش میں یہ ناقابل معافی جرم ہے۔ عبدالحليم انہی کچے کوٹھوں میں رہنے والا بہاری تھا۔ کثیر العمال انسان۔ چند لگبھیاں، دو تین بنیانیں اور اس طرح کی ادنیٰ قسم کی استعمال کی گھریلو اشیاء۔ کبھی ریڑھی پر چیزیں رکھ کر بیچ لیتا تھا اور کبھی مزدوری کر کے پیٹ کے جہنم کو بھرنے کی کوشش کرتا تھا۔ غربت ہر در تپے سے اسکے گھر میں ڈیرہ جما چکی تھی۔ ایسی مشکل غربت جس سے پناہ مانگی گئی ہے۔ 2014ء میں میرپور سے آسمبلی کامبر الیاس نامی شخص تھا۔ ہر نو دولتی کی طرح اسکی بھی کوشش تھی کہ جلد از جلد امیر ہو جائے۔ نئے انتخاب تک اتنا سرمایہ ہو کہ بے فکری سے ایکشن لڑے اور آرام سے جیت لے۔ ویسے ہوں زر کا کسی بھی چیز سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ ایک ایسا مرض ہے جسکی کوئی انہانیں۔ پاکستان کے ارب پتوں کو دیکھیے۔ ایسے لگتا ہے کہ یہ ڈال رکھاتے ہیں اور پاؤ نڈ کوروٹی کی جگہ استعمال کرتے ہیں۔ اکثر سرمایہ دار، سیاستدان، سرکاری ملازم، مذہبی رہنما اس جنون اور شدت کے ساتھ ناجائز طریقے سے پیسہ کانے کی دوڑ میں مصروف ہیں کہ کوئی بھی متوازن آدمی انہیں دیکھ کر پریشان ہو جاتا ہے۔ پچانوے فیصد دولت مندوگ آپکو نہیں بتاسکتے کہ اتنے امیر کیسے ہوئے۔ دولت کہاں سے آئی اور یکدم انکے اثاثے کیسے بڑھ گئے۔ نوحہ لکھنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ کئی نوحہ گر بھی دام لیکر کام کرتے ہیں اور خوب کرتے ہیں۔ لیکن یہ مرض بنگلہ دیش کے الیاس کو بھی تھا۔ جس قطعہ زمین پر معمولی سی بستی تھی۔ الیاس اس پر قبضہ کر کے مارکیٹ بنانا چاہتا تھا۔ خیر، پارلیمنٹ کے ممبر نے پہلے خود کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوسکا۔ اسکے غنڈے، عبدالحليم کے سامنے اسلیے بے بس ہو گئے کہ وہ لڑنے مرنے کیلئے تیار تھا۔ دیگر بہاری بھی غنڈوں کے مقابلے میں کھڑے ہو گئے تھے۔ پھر وہی ہوا جو ہمارے جیسے ملکوں کا مقدر ہے۔ ایک ایسا انت مقدر، جو کبھی بھی تبدیل نہیں ہوگا۔ جو تبدیل کرنے کی کوشش کریگا، اسکو یہ منافقانہ نظام چیونٹی کی طرح مسل کر رکھ دیگا۔ شائد ہمارے جیسی بد قسم ریاستوں کو قائم ہی اسلیے کیا گیا ہے، کہ مقدار طبقہ بڑے آرام سے عام لوگوں کا خون چوتار ہے۔ انکی بوٹیاں نوچتا رہے۔ انکے چیختھے اڑا کر رکھ دے۔ خیر الیاس نے وہی کیا جو اسے کرنا چاہیے تھا۔ مقامی تھانے سے پولیس منگوائی گئی۔ رکن پارلیمنٹ کے محترم غنڈے بھی ساتھ تھے۔ انہوں نے بھرپور طاقت کا استعمال کیا۔ مارنا پیٹنا تو خیر معمولی سی بات ہے۔ ان گماشتتوں نے عبدالحليم کے پورے خاندان کو ایک قطار میں کھڑا کیا۔ ان پر تسلی سے پڑوں چھٹر کا اور قبیلہ لگاتے ہوئے نولوگوں کو آگ لگادی۔ کسی نے جلتے ہوئے لوگوں کی مدد نہ کی۔ کوئی آگے آیا بھی تو تھانیدار نے فوری طور پر دوچار تھٹھا مار کر پیچھے دھکیل دیا۔ آناؤ نا تمام لوگ جل کر کوئلہ ہو گئے۔ الیاس نے اپنا مقصد پورے کر لیا تھا۔ اگلے دن اخباری بیان دیا کہ اس حادثہ سے اسکا کوئی تعلق نہیں۔ لوگ ایک "مبینہ سازش" کے تحت اسے بدنام کر رہے ہیں۔ مرنے والے تمام کے تمام بہاری تھے۔ لہذا تمام معاملہ بڑے آرام سے دبا دیا گیا۔

بہاری وہ مظلوم لوگ ہیں جنہوں نے پاکستان کیلئے بے انتہا قربانیاں دی ہیں۔ ویسے کسی بھی قربانی کو درجہ بندی کی نظر نہیں کیا جاسکتا۔ مگر بہاریوں کی اکثریت تو اس ملک کے ساتھ انیست کی بدولت آج تک جانوروں کی سطح پر جینے پر مجبور ہے۔ 1946 میں مسلم لیگ سے محبت کی وجہ سے بہار میں تیس ہزار بہاریوں کو بے رحمی سے قتل کر دیا گیا۔ آج کسی کو بھی یاد نہیں کرتا کہ قائدِ عظم نے اس قتل عام پر کیا کہا تھا۔ ”بہار کے قتل عام نے عملی طور پر پاکستان کو تخلیق کیا ہے۔ ایک ایسا ملک، جسے شائد انکے خون نے میری زندگی ہی میں قائم کر دالا ہے۔“ پاکستان بننے کے بعد تقریباً چھ لاکھ بہاری، مشرقی پاکستان بطور مہاجر منتقل ہو گئے۔ یہ سلسلہ قیام پاکستان کے بعد بھی چلتا رہا۔ ساٹھ کی دہائی تک تقریباً پندرہ لاکھ بہاری مشرقی پاکستان پہنچ چکے تھے۔ یہ لوگ اردو زبان کے حامی تھے۔ اکثریت اردو زبان کو پسند کرتی تھی۔ لہذا مقامی بنگالیوں سے انکا پہلا اور بنیادی جھگڑا اردو زبان پر ہوا۔ 1970 کے ایکش میں بہاریوں کی اکثریت نے عوامی لیگ کو ووٹ نہیں ڈالے۔ مجموعی طور پر مسلم لیگ سے وابستہ رہیں۔ نفرت کی دیوار آہستہ مضبوط ہوتی گئی۔ 1970 کے فوجی آپریشن میں بہاریوں نے پاکستان فوج کا ساتھ دیا۔ وہ بالکل نہیں جانتے تھے کہ پاکستان دونخت ہو جائے گا۔ مغربی پاکستان اُنکے تحفظ کی علامت تھی۔ جنگ کے دوران یہ لوگ رضا کار بکر پاک فوج کے شانہ بشانہ لڑتے رہے۔ آر۔ جے۔ میل نے اس خانہ جنگی میں مارے جانے والے بہاریوں کی تعداد ڈبڑھ لاکھ بتائی ہے۔

جنگ کے اختتام پر بغلہ دلیش وجود میں آیا۔ 1972 میں بغلہ دلیش کی حکومت نے بہاریوں کو نئے ملک کی شہریت دینے کا اعلان کیا۔ چھ لاکھ لوگوں نے شہریت قبول کر لی۔ مگر پانچ لاکھ لوگوں نے بغلہ دلیش کی شہریت لینے سے انکار کر دیا۔ اعلان کیا کہ وہ پاکستانی ہیں اور وہی انکاوطن ہے۔ پر تھا گوش نے بھی تفصیل سے لکھا کہ پانچ لاکھ لوگ پاکستان جانا چاہتے تھے۔ برطانوی پارلیمنٹ کے ممبر ان، ڈیوڈ اینیلر (David Ennailer) اور بن وٹا کر (Ben Whitakar) نے پاکستانی حکومت پر زور دالا کہ ان بہاریوں کو فوری طور پر واپس لے۔ 1974 کے معائدے کے تحت تقریباً ڈبڑھ لاکھ بہاری پاکستان آ کر آباد ہو گئے۔ 1974 کے بعد یہ تمام معاملہ رُک گیا۔ جو بہاری پاکستان کی محبت میں بغلہ دلیش کی شہریت لینے پر آمادہ نہیں تھے اور ہماری کمزور حکومت کی بدولت یہاں نہ آپائے، انہیں بغلہ دلیش میں نشانِ عبرت بنا دیا گیا۔ اقوام متحده سے لیکر ہماری کسی بھی حکومت نے سوائے بیانات کے ان غریب الوطن لوگوں کی کوئی مدد نہیں کی۔ ان لوگوں کی بدمقتوں کی انتہا بیکھیے، کہ کراچی میں بھی انہیں سکون سے نہیں رہنے دیا گیا۔ پنجاب آئے ہوئے متعدد بہاری شدید نا انصافی کاشکار رہے۔ لکھتے ہوئے تکلیف ہو رہی ہے کہ کئی خاندان ہمارا عملی رویہ دیکھو۔ اپس بغلہ دلیش چلے گئے۔ خاندان کے خاندان برباد ہو گئے۔

آج کی صورتحال یہ ہے کہ ڈھائی لاکھ بہاری بغلہ دلیش میں مہاجر کیمپوں میں رہنے پر مجبور ہیں۔ انہیں عدالت کے ذریعے تھوڑا سا انصاف ضرور ملا۔ مگر کاغذی انصاف، عملی نا انصافی کے ہاتھوں ہار گیا۔ یہ ڈھائی لاکھ لوگ کچھ آبادیوں میں مقیم ہیں۔ ایک کمرے میں دس افراد گزر اوقات کرتے ہیں۔ نوے خاندان یعنی سات آٹھ سو افراد کیلئے صرف ایک لیٹرین ہے۔ ان کیمپوں میں پچانوے فیصد لوگ کمل طور پر آن پڑھ ہیں۔ ان بستیوں میں سیور تھ کا کوئی نظام نہیں ہے۔ پینے کا صاف پانی نہیں ہے۔ ان لوگوں کو کسی قسم کی

ملازمت نہیں ملتی۔ یہ آس لگائے بیٹھے ہیں کہ ایک دن پاکستانی حکومت انہیں اپنا شہری تسلیم کر گی اور وہ اپنے اصل وطن پہنچ جائے گے۔ یہ لاکھوں لوگ غربت، جہالت اور تعصب کی چکل میں پس رہے ہیں۔

ہمارے عملی رویے کی طرف آئیے۔ روہنگیا مسلمانوں پر بے پناہ مظالم ہوئے ہیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ دہائیوں سے ہورہے ہیں۔ یہ ظلم قبل مذمت بھی ہے اور ان کا کسی قسم کا کوئی جواز نہیں۔ آج سے دس ماہ قبل، طالب علم نے روہنگیا مسلمانوں پر ایک کالم لکھا تھا۔ اس وقت بھی صورتحال بالکل آج والی تھی۔ مگر کسی نے کوئی خاص توجہ نہیں دی۔ برما کی حکومت آج روہنگیا مسلمانوں کی جو سلسلہ کر رہی ہے، اسکے خلاف ایک پوری رائے عامہ بن چکی ہے۔ یہ رائے درست بات ہے۔ مگر اس میں جذباتیت کا عنصر حدود رجہ موجود ہے۔ ایک صاحب نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ روہنگیا مسلمانوں کیلئے ہمیں جہاد کرنا چاہیے۔ داعش اور القاعدہ کو اب اپنا قبلہ برما کی طرف کر لینا چاہیے۔ ہمیں جہادی تنظیموں نے تباہی کے دہانے پر کھڑا کر دیا ہے۔ پاکستان اس وقت شدید ترین بین الاقوامی تہائی کا شکار ہے۔ جہاد کی ترغیب دینا، پتہ نہیں کس کے فائدے یا نقصان کے متعلق ہے۔ مگر اس طرح کی غیر سنجیدہ گفتگو ہماری ملکی سیلیت کے خلاف بھی ہے اور مکمل طور پر غیر مناسب بھی۔

تحوڑی دیر کے لیے غیر جذباتی طریقے سے سوچیے۔ ہمارے ملک کیلئے کون سا ہم فریق ہے۔ بہاری یا روہنگیا۔ یادوں۔ بہاریوں نے تو اس ملک کے لئے عملی جدوجہد کی ہے۔ جانی، مالی اور ذہنی نقصان اٹھائے ہیں۔ آج بھی پاکستان سے محبت کی سزا بھگت رہے ہیں۔ پوری دنیا میں بغلہ دلیش میں محصور بہاریوں کے علاوہ ایک طبقہ گنواد تھے جو ہمارے ملک سے اس درجہ عشق کرتا ہو۔ مجھے چند خاندان ہی دکھاد تھے جو 2017ء میں صرف اسلیے صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں کہ وہ اس ملک میں رہنا چاہتے ہیں جو شاہزاد خوف اور گہرا ہٹ میں انہیں اپنا شہری تک تسلیم کرنے سے بھی گریزاں ہے۔ درست ہے کہ آپ روہنگیا مسلمانوں کی مدد کیلئے زمین آسمان ایک کر دیجئے۔ مگر خدار اہل مظلوم بہاریوں کا بھی سوچیے جو آج بھی ہماری وجہ سے ریاستی جبر کا شکار ہیں۔ مگر یہاں سوچتا کون ہے۔ یہاں تو لوگ ایک مسئلہ کو سامنے رکھتے ہیں۔ تقریروں اور لفظوں سے زمین آسمان ایک کرتے ہیں۔ پر چند دن بعد سب کچھ بھول کر آرام سے زندگی گزارنا شروع کر دیتے ہیں۔ کرکٹ میچ کے لیے ناچنا شروع کر دیتے ہیں۔ ہمارے یہاں، نگین ترین مسئلہ کی بھی چھوٹی سی عمر ہوتی ہے۔ چند دن، چند ہفتے یا چند ماہ۔ بعد میں کسی دوسرے مسئلہ پر تقاریر شروع ہو جاتی ہیں۔ مگر سنجیدہ سوال اپنی جگہ موجود ہے۔ بہاریوں کا والی وارث کون ہے؟

راو منظر حیات